OPEN ACCESS
Al-ISRA
﴾International Journal of Islamic Thought﴿
ISSN: 2959-3603
www.israjr.com

Al-ISRA
Vol.:3, Issue: 1, Jan -June 2024 PP: 01-12

حب اہل بیت اطہار اور اس کے تقاضے فکر اقبال کی روشنی میں

Love for the Ahl al-Bayt (the purified family of the Prophet) and its requirements in the light of Iqbal's thought

Published: 20-06-2024
Accepted: 10-06-2024
Received: 10-05-2024

Dr. Shafiqa Bushra
Assistant Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Swat
Email: shafiqabushra@uswat.edu.pk

Abstract

Love of the Prophet (PBUH) and his Ahl al-Bayt is an integral part of faith and a means of achieving the objectives of spiritual growth and development in this world and the hereafter. According to Iqbal, possessing the qualities of Prophet Ibrahim's truthfulness and Imam Hussein's patience is also a form of love. This love is the spark that ignites the flame of faith. The members of Ahle-Bait, especially Imam Hussain, set an everlasting example of sacrifice for the whole Ummah by revolting against the dictatorial rule, and his truthfulness, justice, and bravery, still motivate the followers of Islam to stand up against oppression and never give in. Based upon primary and secondary sources, this research is focused on defining and elaborating the love of Ahle-Bait as aestheticized in the poetical art of Muhammad Iqbal. This research aims to highlight the importance of loving Ahle-Bayt, their status, and the requirements of this love in the present era. The methodology used is descriptive, and primary and secondary sources have been consulted. This research will help us understand life's purpose and responsibilities, enabling us to play a positive role. The fundamental objective of the research is to motivate the reader to guidance and inspiration from Iqbal about articulating the love of Ahle-Bait and its conditionalities.

Keywords: *Ah le-Bayt, Love, Muhammad Iqbal.*

CC BY

تمہید

نبی ﷺ اور اہل بیت اطہار سے عشق نہ صرف ایمان کا حصہ بلکہ دنیا و آخرت میں عزت و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ اقبال کے نزدیک ابراہیم خلیل اللہ جیسی صداقت اور امام حسین جیسے صبر کے اوصاف سے متصف ہونا اور باطل سے مڈ بھیڑ بھی عشق ہے۔

صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

اگر مسلمان کے اندر عشق کی چنگاری بجھ جائے تو اس کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔

بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے

یہ اسوہ اہل بیت ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ قرآن وسنت کی بالادستی کے وعدے اور معاہدے کے تحت اپنی خلافت سے بھی دست بردار ہوئے۔ انکا مقصد اقتدار نہیں بلکہ خالص اسلامی نظام خلافت تھا۔ اس معاہدے کی سراسر خلاف ورزی پر امام حسین صداقت، عدالت اور شجاعت کا پیکر بن کر باطل سے نہ دب جانے کا درس اپنے لہو سے رقم کر کے جبر کا نظام ہمیشہ کے لئے رد کیا۔

تا قیامت قطع استبداد کرد موج خون او چمن ایجاد کرد۔

یہ امام حسین اور اہل بیت اطہار کی سچی عشق ہے کہ خلافت علی منہاج النبوۃ کی پھر سے احیاء کی ضرورت و اہمیت کو اپنے خون سے رقم کر کے حقیقی کامیابی اور عزت کا مقام پالیا۔

حقیقت ابدی ہے مقام شبیری

اقبال کے نزدیک دولت و منصب کے بجائے خدا اور رسول کے عشق میں حق کی خاطر جینا اور جان دینا اسوہ اہل بیت اور ہر مومن کا مطلوب و مقصود ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اسوہ اہل بیت، ان کا مقام اور دور حاضر میں ان سے محبت کا تقاضا واضح کرنا ہے۔ تحقیق کا منہج وصفی ہے اور بنیادی وثانوی مصادر سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ تحقیق عشق اہل بیت کے ذریعے مقصد زندگی اور اس کے تقاضوں سے باخبر ہو کر اپنا مثبت کردار ادا کرنے میں مدد ہوگا۔ اس تحقیق سے ہم معلوم کریں گے کہ اہل بیت کی سیرت سے ایمان کی قوت کشید کر کے ان جیسی مدبرانہ، مصلحانہ اور بہ وقت ضرورت دوٹوک مجاہدانہ کردار کیسے ادا کرنا ہے۔

اہل بیت اطہار کی فضیلت قران وسنت کی روشنی میں:

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔(۱)

فرما دیجئیے: میں اِس (تبلیغِ رسالت) پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا مگر (میری) قرابت سے محبت (چاہتا ہوں)

حضرت ابو بکرؓ بیان کرتے ہیں: کہ آنحضرت ﷺ کا خیال آپ کے اہل بیت میں رکھو۔ (۲)

عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سے محبت کرو، کیوں کہ وہ تمہیں اپنی نعمتیں کھلا رہا ہے اور محبت کرو مجھ سے اللہ کی خاطر اور میرے اہل بیت سے میری خاطر۔'' (۳)

یعنی اللہ سے محبت کرو اِس وجہ سے کہ اُس نے تمہیں بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا، اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت

کی وجہ سے، میرے اہل بیت سے محبت کرو تاکہ تمہیں میری محبت مل سکے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے محبت:

ام المومنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: علیؑ سے کوئی منافق دوستی نہیں کرتا اور نہ کوئی مومن ان سے بغض رکھتا ہے۔"۔ (۴)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان باہمی بھائی چارہ کرایا تو علیؑ روتے ہوئے آئے اور کہا: اللہ کے رسول ﷺ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ کرایا اور میری بھائی چارگی کسی سے نہیں کرائی؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت دونوں میں۔" (۵)

حضرت فاطمۃ الزہراؑ سے محبت:

نبی اکرم ﷺ کو اپنی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراؑ سے بہت زیادہ محبت تھی، اپنی بے پناہ محبت کا اظہار نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف انداز میں کیا۔ کہ خاندان کا ہر وہ فرد جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی۔ وہ سب ہر مسلمان کو دل وجان سے بھی عزیز ہیں۔ان کی محبت اور ان کی تعظیم ہر مسلمان کا سرمایہ حیات ہے۔ حتی کہ آپ ﷺ کے زیر استعمال جانور بھی باعث عزت ہیں۔چی جائیکہ ہم آپ کے رشتہ داروں اور آپ ﷺ کے جان نثاروں کی بات کریں۔ مگر کچھ اہل قرابت ایسے خاص ہیں کہ ان سے متعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے امت کو خصوصی ہدایت فرمائی کہ ان کا حق امت پر سب سے زیادہ ہے۔ کیونکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے حقیقی معنوں میں دین حق کے خاطر قربانیاں دیکر رہتی دنیا تک حق اور باطل میں فرق کو واضح کر کے دکھایا۔ حضرت فاطمہؓ جب تشریف لاتیں تو نبی ﷺ ان کے استقبال کے لئے کھڑے ہوتے

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اس لئے جس نے اسے ناحق ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔ (٦)

امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے محبت:

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والہانہ محبت کا اظہار فرمایا۔ یہ والہانہ اندازِ محبت بھی بے مقصد اور بے فائدہ نہیں بلکہ اس محبت اور مودت میں بھی امت کے لئے ایک بڑا پیغام اور دین پر چلنے اور قربانی دینے کا سبق اور دائمی کامیابی اور رضائے الہی ورضائے رسول ﷺ کا راز پوشیدہ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ حسین بن علیؑ کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تھے تو ایک شخص نے کہا بیٹے! کیا ہی اچھی سواری ہے جس پر تو سوار ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اور سوار بھی کیا ہی اچھا (۷)

.براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ اپنے کندے پر حسن بن علیؑ کو بٹھائے ہوئے تھے اور فرمارہے تھے: 'اے اللہ میں اسے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما" (۸)

علامہ اقبال اور اہل بیت اطہار:

علامہ کی شاعری کا محور اور موضوع دین اسلام، عشق رسول، عشق اہل بیت اطہار اور ملت اسلامیہ ہونے کی وجہ سے ہی مسلم امہ کے اندر آپ کے کلام اور شخصیت کو لازوال پذیرائی حاصل ہوئی۔ جو کہ آپ کی شاعری کے تیسرے دور اور انگلستان

سے واپسی پر شروع ہوتا ہے۔ جس میں آپ گل و بلبل اور خاک وطن کے بجائے دین اسلام اور مسلم امہ سے دلی محبت کے غم میں گھائل ہو کر وطن پرستی کو مذہب کا کفن قرار دیکر اپنا شناخت صرف محمدی (ﷺ) بنانے پر زور دیتے ہیں۔ اس دور میں آپ مسلم امہ کو یورپ اور تھذیب جدید کی انسانیت کش پھندوں اور فریب کاری سے باخبر کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں آپ فلسفہ اور تصوف کو اپنی شاعری کا موضوع قرار دیا۔ اور خودی کے سربستہ راز بے نقاب کر کے دنیا کے فلاسفروں میں مقام پایا۔ اس کے بعد آپ کی شاعری کا چوتھا اور آخری دور شروع ہوتا ہے جس میں آپ فلسفہ، تصوف، اخلاقیات، نفسیات اور خاص کر اسلام کو بطور نظام زندگی پیش کر کے سیاسی اور عمرانی مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ یہی دور آپ کی شاعری کا معراج ہے۔ اقبال کے نزدیک حیات انسانی کا مقصد رضائے الہی کا حصول ہے۔ اس مقصد پر پورا اترنے والی ہستیوں کی عشق و محبت آپ کی زندگی کا سرمایہ ہے اور انہی ہستیوں میں بلاشبہ خاندان رسول ﷺ کا مقام سب سے اونچا اور پوری امہ کے لئے عملی نمونہ ہے۔ اس لیے اقبالؒ اہل بیت اطہار کا عشق و محبت سے تڑپتے ہوئے دل کے ساتھ دامن حیدر کرار رضی اللہ عنہ میں بسنے کی آرزو کرتے نظر آتے ہیں۔

دل میں ہے مجھ بے عمل کے داغ عشق اہل بیت
ڈھونڈتا پھرتا ہے ظل دامن حیدر مجھ (۹)

اقبال کا حضور نبی کریم ﷺ سے محبت:

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
ابروئے ما ز نام مصطفیٰ است (۱۰)

اقبال فرماتے ہیں کہ ہر دل مسلم پر مصطفیٰ کا راج ہے، مصطفیٰ ﷺ کے نام سے ہی ہم مسلمانوں کے ابرو کی لاج ہے

از پیام مصطفیٰ آگاہ شو
فارغ از ارباب دون اللہ شو
ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر و بر در گوشہ دامان است
زانکہ است را حیات از عشق اوست
برگ و ساز کائنات از عشق اوست (۱۱)

اے انسان تو محمد ﷺ کے پیعام کو جان لے اور اللہ ہی کو اپنا رب اور ملجا وماوا مان لے۔ حقیقت میں جس انسان کو بھی محمد ﷺ کے کا عشق نصیب ہوا تو جان لو کہ بحر و بر سب اس کے قبضے میں آگیا۔ کیونکہ یہی عشق ہی ملت اسلام کی جان ہے اور اسی عشق سے ہی یہ جہاں روشن ہے۔

علم حق غیر از شریعت ہیچ نیست
اصل سنت جز محبت ہیچ نیست
ہست دین مصطفیٰ دین حیات
شرع او تفسیر آئین حیات (۱۲)

نبی ﷺ کی محبت کردار کی پختگی اور شریعت محمدی کی کامل اتباع میں ہے۔ دینِ مصطفی دراصل دین حیات یعنی کا اک مکمل نظام ہے نبی ﷺ کی شریعت نظام زندگی کے لیے مکمل ائین ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں (۱۳)

اس دنیا میں اللہ تعالی نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر محمد مصطفی کو انسانیت کے لیے رول ماڈل بنایا۔ جو محمد ﷺ سے مکمل وفا کرے اللہ ان سے محبت کرے گا۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ کہہ دیجئے ان سے اے محمد ﷺ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ پھر اللہ جس سے محبت کرے تو جن وانس اور فرشتے بھی ان سے محبت کریں گے۔ سوائے ان بد نصیبوں کے جو اللہ کے ان نیک بندوں کے محبت سے محروم ہوں گے۔

اقبالؒ اور حب علی کرم اللہ وجہہ:

علامہ اقبالؒ کو نبی ﷺ سے جس طرح بے پناہ عشق تھا اور اپنی شاعری میں نبی ﷺ سے اپنے عشق و محبت کا بہترین انداز میں اظہار کیا ہے وہاں اہل بیت اطہار سے بھی اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

از ولائے دودمانش زندہ ام

در جہاں مثل گہر تابندہ ام (۱۴)

ترجمہ: میں حضرت علیؓ کے خاندان کی بدولت زندہ ہوں اور دنیا میں موتیوں کی طرح چمک رہا ہوں۔

آپؒ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اتنی محبت تھی کہ آپ کے بقول ایک مولوی صاحب آپ کو اہل تشیع کہتے تھے۔

ہے اس کی طبیعت میں تشیع بھی ذرا سا۔

تفضیل علی ہم نے سنی اس کی زبانی (۱۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت کی یہ دولت ایسی جیز ہے جو خوش قسمت ہستیوں کو ہی وافر مقدار میں نصیب ہوئی ہے اور ان ہستیوں کے بارے میں بھی لوگوں نے یہ باتیں کیں جن میں امام بخاری امام نسائی چاروں آئمہ کرام رحمھم اللہ کو بھی اہل تشیع کہا گیا۔ امام نسائی کو دمشق کی ایک مسجد خصائص علی بیان کرنے کے بعد زدو کوب اور زخمی کیا گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ عشق علی اور عشق اہل بیت اہل سنت اور اہل تشیع کا مشترکہ میراث ہے۔ مگر اصل بات اس عقیدت اور محبت کا تقاضا کیا ہے۔، اسے سمجھنے کی ضرورت ہے اس لیے اقبالؒ نے اپنے کلام میں جگہ جگہ اہل بیت اطہار کے ساتھ اپنی جس محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے اس بحث میں ہم اس بات کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے کہ اس کے تقاضے کیا ہیں ایک مسلماں جو اہل بیت اطہار سے محبت و عقیدت رکھتا ہے اسے اہل بیت کو اپنے لیے رول مادل مانتے ہوئے کن کن مواقع پر اور عام زندگی میں کن اخلاق اور سیرت کا پیکر ہونا چاہیئے ،اقبالؒ نے جن اوصاف اور خصوصیات کی اپنے کلام میں نشان دہی کی ہے۔ ان کو اپنا کر دور حاضر کا مسلمان کس طرح اپنی زندگی کو سیرت رسول اور سیرت اہل بیت سے مزین کر کے دونوں جہانوں میں کامیاب اور سرخرو ہو سکتا ہے۔ سیرت اہل بیت سے چنے گئے وہ چیدہ چیدہ خوبیاں جن سے رہنمائی لے کر اپنی زندگی کا سمت مقصد اور کردار کو تبدیل کرنا وقت کا تقاضا ہے وہ درجہ ذیل ہیں۔

اقبالؒ اپنی کتاب "اسرار خودی" میں پوری نظم حضرت علیؓ کی شان میں لکھی ہے اور ان کی محبت کو ایماں کا سرمایہ قرار

دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

مسلم اول شہ مرداں علیؑ
عشق را سرمایہ ایماں علیؑ (۱۶)

ترجمہ: حضرت علیؑ دلیروں کے سردار ہیں۔اسلام لانے والوں میں سر فہرست ہیں۔ حضرت علیؑ کی ذات عشق کے لئے ایمان کا سرمایہ تھی۔

اقبالؒ حضرت علیؑ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علیؑ اسلام کی شان و شوکت اور فتح و نصرت کا آئینہ تھے۔

زیر پاش اینجا شکوہ خیبر است
دست او آنجا قسیم کوثر است (۱۷)

اس دنیا میں تو خیبر جیسے باشکوہ قلعے کی ساری شان و شوکت اس کے پاوں کے نیچے ہوتی ہے اور دوسری دنیا (آخرت) میں اس کا ہاتھ حوض کوثر کا شیریں پانی تقسیم کرنے والا ہوتا ہے۔

دوسرے شعر میں راقمطراز ہے۔

مرتضی کز تیغ او حق روشن است
بوتراب از فتح اقلیم تن است (۱۸)

ترجمہ: مرتضیٰؑ جن کی تلوار سے حق روشن ہے، جو بوتراب بنے یا کہلائے ہیں تو یہ جسم کی ولایت (مملکت) کو فتح کرنے کے نتیجے میں ہے۔

اقبالؒ حضرت علیؑ کی قوت ایمانی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قوت دین مبین فرمودہ اش
کائنات آئین پذیر از دودہ اش (۱۹)

ترجمہ: آپ ﷺ نے علیؑ کو روش اور غالب دین کی قوت عطا فرمایا دنیا والوں نے آپؑ کے خاندان سے قانون اور آئین حاصل کیا۔

اقبالؒ نے انسان کے دل کی بیداری اور اپنی ذات کی پہچان کو حضرت فاروقؓ اور حضرت علیؑ کے اوصاف اور خصوصیات سے حامل ہونا قرار دیا ہے فرماتے ہیں۔

دل بیدار فاروقی، دل بیدار کراری
مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری (۲۰)

ترجمہ: اقبالؒ کے نزدیک جس انسان کا دل بیدار ہو جائے اور شعور ذات پیدا ہو جائے اس میں حضرت فاروقؓ اور حضرت علیؑ جیسے اوصاف اور خوبیاں پیدا ہوتی ہیں۔مزید یہ کہ دل کی بیداری انسان کے لئے ایسی شئے ہے جیسی کہ تانبے کے لئے کیمیا جو تانبے کو سونا بنانے کی اہلیت رکھتا ہے۔

اقبالؒ دور حاضر کے مسلمانوں کے سامنے یہ بات رکھی ہے کہ دین اور وطن کے مقابل خیبر سے کہیں بڑھ کر معرکہ موجود ہے لیکن اس سے بڑی بد قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس وقت مسلمانوں میں نہ تو حیدر کرارؓ جیسے جری اور بہادر انسان موجود

ہیں نہ ہی ان کی ذوالفقار ! سو یہ معرکہ سر ہو تو کیسے ہو؟

بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکہ دین و فطن : اس زمانہ میں کوئی حیدر کرارؓ بھی ہے

دوسرے شعر میں فرماتے ہیں۔

جسے نان جویں بخشی ہے تو نے

اسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر (۲۱)

اس شعر میں اقبالؒ اللہ تعالی سے دعا کرتے ہیں کہ الہی ان مفلس و نادار اور بے سر و سامان لوگوں کو جن کے وسائل کم ہیں کہ پیٹ بھرنے کے لئے جو کہ روٹی پر ہی اکتفا کرتے ہیں تو یہی سہی تاہم ان کے بازوں کو قوت حیدریؓ سے بھی نواز دے۔

اقبالؒ نے اپنے کلام میں بے شمار مقامات پر حضرت علیؓ کی جرات وہمت ،استغنی، کردار کی پاکیزگی، فقر، ایمان کی قوت، علم اور اخلاق کا بار بار ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کو درس دیا ہے کہ حضرت علیؓ کے ان اوصاف سے متصف ہو کر دنیا پہ حکمرانی کر سکتے ہیں۔آپ کے نزدیک دارااور سکندر سے اس فقیر کا مرتبہ بہت اونچا ہے جس کی فقیری میں علی المرتضی شیر خدا کی خودداری، للّٰہیت اور غیرت حق کی خوشبو اور رمق ہو۔ کیونکہ یہ وہ فقیری ہے جس کو بادشاہ بھی کچھ پیش کرتے ہوئے ڈرتا ہے کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ ہو یارا۔ یہ وہ فقیری ہے جسے سردار دوجہاں نے پسند فرمایا کہ وصال کے وقت 7 تلوریں دیوار پر لٹک رہی تھیں مگر گھر کا چولہا خشک تھا۔ نبی مہربان ﷺ نے حضرت علی کی بچپن سے ہی ایسی تربیت کی کہ دنیا کی لی ساری دولت اور بادشاہت بھی اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کے مقابلے میں انہیں بہت ہی ہیچ نظر آتی تھی۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولی

ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی (۲۲)

وہ مرد درویش تو دارا و سکندر جیسے عظیم المرتبت بادشاہوں کے مقابلے پر اعلی مرتبے کا حامل ہے۔جس کی درویشی میں شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عالمانہ بصیرت اور اولالعزمی کی جھلکیاں موجود ہوں۔ مراد یہ ہے کہ مہ مرد درویش جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صفات سے استفادہ حاصل کرنے کی صلاحیت کا حامل ہو وہ بڑے بڑے عالی مرتبت بادشاہوں سے بھی بلند مرتبہ رکھتا ہے۔

دل بیدار فاروقی، دل بیدار کراری

مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری (۲۳)

اقبالؒ کے نزدیک جس انسان کا دل بیدار ہو جائے اور شعور ذات پیدا ہو جائے اس میں حضرت فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جیسے اوصاف اور خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔مزید یہ کہ دل کی بیداری انسان کے لئے ایسی ہی شے ہے جیسی کہ تانبے کے لئے کیمیا جو تانبے کو سونا بنانے کی اہلیت رکھتی ہے مراد یہ کہ دل کی بیداری شعور ذات اور مکمل ذات کی حامل ہوتی ہے۔

فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مسلم خواتین کے لیے بہترین نمونہ

اقبالؒ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عظمت اور مقام و مرتبے کو انتہائی شاندار انداز میں پیش کیا۔اپنی کتاب رموز بیخودی میں مسلمان خواتین کے لئے آپ کی ہستی کو بطور اسوہ کاملہ قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

مریم یک نسبت عیسی عزیز۔از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز (۲۴)

حضرت مریمؑ جو حضرت عیسیؑ کی والدہ محترمہ ہونے کی نسبت سے انسانیت کے عزیز ہیں جبکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ایسی تین نسبتوں سے عزیز ہیں۔ پہلی نسبت یہ کہ آپ سردار دوجہاں کے لخت جگر ہیں، دوسری نسبت یہ کہ آپ شیر خدا کے تاجدار حرم ہیں جو محل کے بجائے تنگ و تاریک حجرے میں رہنے والے بادشاہ اور مشکل کشا تھے تلوار اور زرہ ہی ان کا کل سروسامان تھا۔ تیسری نسبت یہ کہ آپ ان جلیل القدر بزرگوں اور جنت کے سرداروں کی ماں ہیں جن میں سے ایک عشق حق کی پرکار کے مرکز جبکہ دوسرا حق کی قافلہ کے سالار ہیں۔

اقبالؒ مسلمان خواتین کے لئے ان کے اخلاق و کردار کو اپنانے کی دعوت دی ہے۔ اور اپنی کتاب اسرار رموز میں پورا ایک باب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی مدحت میں رقم کیا۔اس باب میں مسلمان خواتین سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول

مادراں را اسوہ کامل بتول (۲۵)

اقبالؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں مسلمان ماؤں کے لئے روشن اصول موجود ہیں۔ جنہیں اپنا کر مسلمان مائیں رب کی رضا حاصل کر سکتی ہیں۔ حضرت ظہراء بتول رضی اللہ عنہا کی زندگی کے ان تمام روشن گوشوں اور اصولوں کو دیکھنا اور مطالعہ کرنا اور انہیں سمجھ کر عمل کرنا ہر مسلمان عورت کے لیے لازمی ہے اور ان سے محبت کا تقاضا بھی ہے۔

اقبالؒ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق و کردار اور ان کے شوہر کی اطاعت کی مثال دے کر مسلمان خواتین کو درس دیتے ہیں کہ وہ ان کی سیرت کو اپنائیں۔اس نے دولت کے بجائے خودداری کے ساتھ فقر کی زندگی گذاری اور سردار دوجہان کی بیٹی اور شیر خدا کی زوجیت میں ہونے کے باوجود گھر کا سارا کام صفائی، چکی پیسنا، کھانا بنانا اور دوسرے کام اپنے مبارک ہاتھوں سے کرتی۔ یہ سب کچھ امت کی ماوں، بہنوں اور بیٹیوں کے لیے ایک سبق ہے کہ جو سیرت ظہرا پر عمل کر کے دونوں جہانوں کی عزت سمیٹنا چاہتی ہیں۔اقبالؒ مسلمان خواتین سے اپنے خطاب کے آخری حصے میں فرماتے ہیں کہ

تا حسینے شاخ تو بار آورد موسم پیشیں بگلزار آورد (۲۶)

اے مسلمان خاتون تو ہوش کی نظر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نمونے پر جمائے رکھ تاکہ تیری شاخ میں بھی حسین رضی اللہ عنہ جیسا پھل لگے اور ہمارے مسلمانوں کے باغ میں پھر سے بہار آجائے۔

آپ کی صداقت اور تطہیر کی گواہی اللہ تعالی نے قران پاک مین آیت تطہیر اور آیت مباہلہ کے ذریعے دی۔

اقبالؒ اور حسنین کریمین

اقبالؒ حسنین رضی اللہ عنہما سے اپنے عشق و محبت اور ان کے کردار و عظمت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی اہم جیز جس سے پردہ اٹھایا ہے وہ امت کو دین حق کا صحیح تصور سمجھانا اور اس دین حق کو بچانے کے لیے نہ صرف اپنی اقتدار بلکہ اپنی قیمتی جانوں اور پورے خاندان کی قربانی بھی شامل ہے۔اقبالؒ دونوں ہستیوں کی ایک ساتھ ذکر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

آں یکے شمع شبستان حرم حافظ جمعیت خیر الامم

تا ونشنید آتش پیکار و کیں   پشت پازد بر سر تاج و نگیں

وآد گر مولائے ابرار جہاں (۲۷)   قوت بازوئے احرار جہاں

حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے جو حرم پاک کی شمع تھے۔ انہوں نے بہترین امت یعنی ملت اسلامیہ کی جمعیت محفوظ رکھی۔ آپ نے امت کی جمعیت کو محفوظ رکھنے کے لیے صلح کے راستے کو اپنایا اور خلافت علی منہاج النبوۃ کے تحفظ کے وعدے پر اپنی اقتدار سے دست بردار ہوئے۔ اگر آپ رضی اللہ عنہ صلح کا راستہ نہ اپناتے تو جنگ اور عداوت کی جو آگ میں مسلمانوں کے گروہ جھلس جاتے۔ یہاں اس خانہ جنگی کی طرف اشارہ تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شام سے شروع ہوئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن خلیفہ منتخب ہوئے تو آپ کو خانہ جنگی روکنے کی کوئی سبیل نظر نہ آئی تو آپ اپنی خلافت سے دستبردار ہوئے مگر ایک معاہدے کے تحت نئے خلیفہ کو پابند کیا کہ وہ خلافت راشدہ کو قائم رکھے گا۔ آپ کی قربانی سے امت خانہ جنگی اور جنگ وجدل سے بچ گئی۔ آپ ﷺ کی یہ پیش گوئی بھی پوری ہوئی کہ میرا یہ فرزند امت کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔ دوسرے عظمت کے مینار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ہیں جو اس جہاں فانی کے نیک ہستیوں کے آقا و مولا ہیں اور احرار کے لئے قوت بازو ہیں۔ اقبالؒ احرار کے لئے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اس لئے قوت بازو قرار دیتے ہیں۔ کہ بادشاہت اور ظلم اور جبر کے نظام سے آزادی اور انسانیت کے لئے دین اسلام کے آفاقی نظام کے آغوش میں ملک و ملت اسلامیہ کو دوبارہ داخل کرنے اور حقیقت میں اللہ کی طرف سے اپنے نانا کے عطا کردہ نظام زندگی کے تحفظ اور خلافت راشدہ کے دوبارہ احیاء کے لیے آپ نے اپنا سب کچھ لٹا کر صرف رب کی بندگی اور محمد ﷺ کی غلامی کا درس آپ رضی للہ تعالی عنہ نے رہتی دنیا تک انسانوں اور خاص کر مسلمانوں کو دیا۔ یہی درس آزادی دراصل درس حریت بھی ہے اور خدا و رسول ﷺ سے سچی عشق و محبت کا درس بھی کہ انسان اللہ اور رسول کی خاطر انسانیت کو غلامی اور جبر کے بندھنوں سے نکال کر ایک خدا اور رسول ﷺ کا غلام بنانے اور ایک خدا کے عطا کردہ نظام کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرے۔

اقبالؒ فرماتے ہیں کہ

درنوائے زندگی سوز از حسین   اہل حق حریت آموز از حسین (۲۸)

زندگی کے نغمے میں صرف حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے سوز پیدا ہوا اور اہل حق نے انہیں سے آزادی کا سبق لیا اور تا قیامت انہیں کے نقش قدم پر چل کر اور ان ہی سے درس عشق حقیقی کے سوز ساز لے کر ظلم اور جبر کے نظام سے بغاوت کر سکتے ہیں۔ دراصل اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عشق کا مطلب یہ نہیں کہ انسان رہبانیت اختیار کرے دنیا چھوڑے، غاروں کا رخ کرے یا اللہ و کے ورد میں مست ہو اور خدا کے دین کو نافذ اور قائم کرنے کی جدوجہد سے لاتعلق رہے۔ بلکہ اصل عشق الہی یہی ہے کہ انسان اپنے خالق کے دئے ہوئے اور خاتم النبیین کے لائے ہوئے نظام اور شریعت کے مطابق نہ صرف خود بلکہ ملک و ملت کو بھی ڈالنے کی کوشش کرے۔

خاتمہ

1. **بچوں سے بالعموم اور امامین سے بالخصوص محبت ہر مومن کا شیوہ ہونا چاہئے**

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امامین کے ساتھ کھل کر محبت کر کے ان کو کندھے پر بٹھا کر دنیا کو تعلیم دی

کہ بچوں سے پیار اور محبت کا کھل کر اظہار کوئی معیوب کام نہیں بلکہ سنت رسول ہے۔ حالانکہ اس وقت عربوں میں بچوں کو گود لینا اور ان کے ساتھ کھیلنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

اب ایک طرف آقا علیہ السلام کے مرتبہ، شان، عظمت، جلالت اور قدر بھی ذہن میں رکھیں اور یہ عمل بھی دیکھیں۔ ہم یہ کام نہیں کرتے، اپنا بیٹا ہو، پوتا ہو، نواسا ہو، نواسی ہو، جس سے بہت پیار ہو، اسے کندھے پر اٹھا کر گلی میں نہیں چلتے بلکہ شرماتے ہیں حالانکہ یہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

عین حالتِ نماز میں امام حسین رضی اللہ عنہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھ جاتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ طویل کر لیتے ہیں، سجدہ سے اٹھتے وقت انہیں اٹھا کر بٹھا لیتے ہیں، پھر چڑھا لیتے ہیں۔ کیا اِس عمل سے دین اور ایمان کی کوئی تعلیم اخذ نہیں کی جاسکتی؟ کیا اپنی مبارک عمل سے آقا علیہ السلام ہم پر کچھ فرض نہیں کرنا چاہ رہے۔؟ کیا اس عمل مبارکہ کے ذریعے مومنین و مومنات کو کسی امر کے کرنے کی کوئی نصیحت نہیں فرمانا چاہ رہے؟ کیا اس سنت مبارکہ میں بچوں کی تربیت کے ذمہ دار والدین اور اساتذہ کے لیے کوئی خاص پیغام موجود نہین ہے؟ کیا آقا علیہ السلام کے رویوں اور طرز عمل کو اپنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بڑی قابل غور بات ہے کہ آقا علیہ السلام کا کوئی عمل بے مقصد اور غیر ارادی نہیں ہو سکتا بلکہ آپ کے ہر عمل ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے مشعل راہ ہے۔ ان واقعات میں بالعموم تمام بچوں اور خصوصا اہل بیت اطہار اور سیدنا امام حسین سے محبت کرنے کا جامع درس امت کو ملا ہے اس پر امت کے ہر فرد کو اپنے گریبانوں میں جانک کر دیکھنا چاہئے کہ ہمارا رویہ اور طرز عمل عام بچوں اور خاص کر اہل بیت اطہار کے حوالے سے کیسا ہے جن سے محبت کے بغیر ایک مسلمان کا ایمان ادھورا اور نظریہ حیات ہی غلط ہے۔

2. **عشق مومن کا اصل سرمایہ حیات ہے**

اقبالؒ کے نزدیک عشق مومن کا اصل سرمایہ ہے اور دنیا وآخرت میں عزت و کامیابی کا ذریعہ ہے۔ خدا اور رسول سے سچی عشق کی کمی اور فقدان کی وجہ سے مومن کی حیثیت اور مقام گھٹ کر خس و خاشاک کے ڈھیر جیسی بے وقعت ہو گئی ہے بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلماں نہیں راکھ کا ڈھیر ہے۔ خدا اور رسول سے سچی عشق رسول ﷺ کے طرز زندگی اور نظام زندگی کو اپنانے پر انسان کو مجبور کرے گا اور انسان اس عسق کی بدولت صداقت امانت اور عدالت کے ساتھ منصب امامت کا اہل ہو جاتا ہے اقالؒ اس سبق کو پڑھنے اور دل میں عشق کی چنگاری کو بیدار رکھنے پر زور دیتے ہیں اور یہن عشق اناسان کو ابراہیم خلیل اللہ اور امام حسین کے رزیمت کے راتے کا راہی نما سکتا ہے۔ غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم۔ نہایت اس کی حسین اور ابتدا ہے اسماعیل۔ حضرت علامہ کے نزدیک اسماعیل اور امام حسین کی ذبح عظیم عشق کی وہ انتہا ہے جس سے تا قیامت روشنی کی کرنیں دنیا کو صداقت اور جرآت کا راستہ دکھاتی رہیں گی۔ اقبال کے نزدیک ابراہیم خلیل اللہ جیسی صداقت اور امام حسین جیسے صبر کے اوصاف سے متصف ہونا اور باطل سے مڈ بھیڑ بھی دراصل عشق ہے صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق۔ معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق۔ اللہ کی معرفت ایسی چیز ہے جس کی وجہ سے انسان کو اقتدار کو بھی ٹھوکر مارنے کے ساتھ ساتھ اپنی جان بھی حق اور سچائی کے خاطر آسانی سے دے سکتا ہے

3. اہل بیت سے حقیقی محبت اور عشق ان کے مقصد حیات کی پیروی ہے

اہل بیت سے محبت کے دعویدار سب ہیں مگر حقیقت میں وہی اس دعوے میں سچے ہیں جو اہل بیت کے مقصد زندگی کو اپنا مقصد زندگی بنائیں۔ اقبالؒ فرماتے ہیں کہ مقصد او آئین است و بست۔ دین اور دین اسلام کے ناموس کی حفاظت ہی امام حسین کا مقصد حیات تھا۔اس مقصد کے لئے کسی بھی جانی اور مالی قربانی سے دریغ نہ کرنا ان کا اور ان کے خانوادے کا اسوہ ٹھرا۔ تا قیامت جبر استبداد کرد۔ موج خون او چمن ایجاد کرد۔ جیسے اقبالؒ کہتے ہیں کہ نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری۔ عبادت کے وقت بے شک عبادت مگر جب اسلام اور مسلمانوں کے تحفظ کی بات آجائے تو صرف دعاوں کے بجائے رسم شبیری ادا کرتے ہوئے میدان عمل میں آجانا اسوہ شبیری کی پیروی ہے۔ جب مسلمانوں پر برے دن آئیں اور جب جہاد کی پکار بلند ہورہی ہو تو تلوار لے کر میدان عمل میں آنے کے بجائے سجدے اور دعائیں شیوہ پیغمبری اور اسوہ حسینی نہیں مگر آج کا مسلمان اس شعر ، نادان گرگئے سجدے میں جب وقت قیام آیا، کے مصداق صرف دعاوں سے دشمن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا فکر اقبال کی روشنی میں دین اسلام میں گنجائش نہیں۔ امام جعفر صادق سے پوچھا گیا کہ کہ بہت سے لوگ آپ کی محبت کے دعویدار ہیں مگر گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ امام نے فرمایا بالکل جھوٹے ہیں۔ وہ ہم سے محبت کرنے والے نہیں ہیں۔ جس کو کسی شے کی امید ہوتی ہے اس کے لئے محنت کرتا ہے اور جو کسی شے سے ڈرتا ہے اس سے دور بھاگتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی و حوالہ جات

1. سورۃ الشوری آیت نمبر:۲۳
2. بخاریؒ، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت، **حدیث نمبر ۳۷۱۳**
3. ترمذیؒ، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ، جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب اہل بیتؓ، حدیث نمبر ۳۷۸۹
4. ایضًا، کتاب المناقب، باب مناقب علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر ۳۷۱۷
5. ایضا، حدیث نمبر ۳۷۲۰
6. صحیح بخاری، کتاب المناقب، حدیث نمبر: ۳۷۱۴امام
7. جامع ترمذی، باب مناقب الحسن والحسینؓ، ۳۷۸۴
8. ایضا، حدیث نمبر ۳۷۸۳
9. باقیات اقبال، عرض بہ جناب حضرت نظام م الدین اولیا

10. پروفیسر حمید اللہ شاہ، ہاشمی کلیات اقبال فارسی (اسرار خودی) مکتبہ دانیال لاہور ص: ۴۲
11. ایضًا، (رموز بیخودی) ص: ۲۴۵
12. ایضًا، (رموز بیخودی) مکتبہ دانیال، ص: ۲۰۲
13. اسرار زیدی کلیات اقبال اردو (بانگ درا)) مکتبہ دانیال ص: ۲۱۳
14. ہاشمی کلیات اقبال فارسی (اسرار خودی) ص: ۸۳
15. اسرار زیدی کلیات اقبال اردو (بانگ درا)) ص: ٦۴
16. ہاشمی کلیات اقبال فارسی (اسرار خودی) ص: ۸۳
17. ایضاص: ۸۵
18. ایضاص: ۸۴
19. ایضاص: ۸۳
20. اسرار زیدی کلیات اقبال اردو (بال جبریل)) ص: ۴۱۰
21. ایضاص: ۳۷۲
22. ایضاص: ۴۳۲
23. ایضاص: ۴۱۰
24. پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی کلیات اقبال فارسی (رموز بیخودی) ص: ۲۳۳
25. ایضاص: ۳۳۵
26. ایضاص: ۲۳
27. ایضاص: ۲۳۴
28. ایضاص: ۲۳۵